جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں (ساتویں قسط)

مولانا فضل محمد یوسف زئی

۳:......معاشرتی سطح پر

غامدی صاحب کے منشور کا تیسرا بڑا عنوان ''معاشرتی سطح پر ہے''یعنی معاشرتی طور پر ہمارے منشور کی دفعات کیا ہیں؟ اس عنوان کے نیچے اس منشور میں تیرہ دفعات کا ذکر کیا گیا ہے۔

تین طلاق اور غامدی صاحب کا منشور

تین طلاق اور غامدی صاحب کا نیا مذہب

اوپر بڑے عنوان کے نیچے تیرہ دفعات میں سے یہ ساتویں دفعہ ہے جو قابل مؤاخذہ ہے، چنانچہ غامدی صاحب اپنے منشور کے ص:۱۲ پر تین طلاق دینے سے متعلق یوں لکھتے ہیں:

''لوگوں پر پابندی عائد کی جائے کہ وہ اگر بیوی سے مفارقت چاہیں تو اسے قرآن مجید کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہر حال میں ایک ہی طلاق دیں، تاہم کوئی شخص اگر قانون سے ناواقفیت یا اپنی حماقت کی بنا پر ایک ہی مجلس میں تین طلاق دے بیٹھے تو اسے سزا دی جائے اور اس کی طلاق کے معاملے میں وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ کے معاملے میں اختیار فرمایا تھا۔'' (منشور:۱۲)

تبصرہ: غامدی صاحب نے تین طلاق کے واقع نہ ہونے کے لیے جس دلیل کا حوالہ دیا ہے، وہ حضرت رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث ہے:

''عن رکانة بن عبد یزیدؓ أنه طلق امرأتهٗ سهیمة ألبتة ، فأخبر بذٰلک النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وقال: واللّٰه ما أردتُ إلا واحدةً فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: واللّٰه ما أردتَ إلا واحدة؟ فقال رکانةؓ :واللّٰه ما أردتُ إلا واحدةً. فردها إلیه رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فطلقها الثانیة فی زمان عمرؓ والثالثة فی زمان عثمانؓ ۔'' (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:''حضرت رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سہیمہ کو تین طلاق دیں، پھر اس نے اس کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم! میں نے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: خدا کی قسم کھا کر کہو تم نے ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا؟ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میں نے صرف ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (نکاح جدید کے ساتھ) اس کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیا۔ پھر اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں دوسری اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تیسری طلاق دے دی۔''

غامدی صاحب نے اپنے منشور میں تین طلاق دینے والے کو احمق کہہ کر یہ فیصلہ صادر کیا کہ ایسے شخص کو سزا دی جائے۔ سزا دینے کی نوبت تو تب آئے گی کہ غامدی صاحب کی حکومت آ جائے اور اس کے منشور کے نافذ کرنے کا وقت آ جائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سزا کتنی ہونی چاہیے؟ اس کی وضاحت غامدی صاحب نے نہیں کی۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر تین طلاق دینے والا شخص مستحق سزا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ کو سزا کیوں نہیں دی؟

اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا تجویز نہیں فرمائی تو غامدی صاحب کون ہوتے ہیں جو سزا کی بات کرتے ہیں؟ نہ معلوم یہ شخص کونسی نئی شریعت پیش کرنا چاہتا ہے؟ غامدی نے اس کے بعد تین طلاق دینے والے شخص کی طلاق کے معاملے کو رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ کے معاملے پر چھوڑ دیا۔ جناب غامدی صاحب کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاق کو کالعدم قرار دیا، کیونکہ یہ ایک ساتھ ایک مجلس میں دی گئی تھیں۔ تین طلاق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طلاق قرار دیا اور اس کی بیوی کو ان کی طرف واپس کر دیا۔ غیر مقلدین کا خیال بھی اسی طرح ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ غامدی صاحب کا تعلق غیر مقلدین سے بھی ہے اور ایسے ہی خرافاتی لوگ پہلے تقلید کا انکار کر دیتے ہیں اور پھر شیطان کا آلہ کار بن جاتے ہیں۔ کوئی مقلد کسی مسلک میں رہتے ہوئے اس طرح گمراہ اور منکر حدیث نہیں ہوتا۔ اب میں غامدی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر ایک مجلس میں تین طلاق واقع ہونے کا اعتبار نہیں تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ کو قسم کیوں دے رہے ہیں کہ سچ بتاؤ تم نے تین کے بجائے ایک کا ارادہ کیا تھا؟ صاف ظاہر ہے کہ اگر تین کا ارادہ کیا ہوتا تو تین پڑ جاتیں۔ صحابیؓ نے قسم کھائی کہ میں نے تین کا نہیں، بلکہ ایک کا ارادہ کیا تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ غامدی صاحب نے اس حدیث کا حوالہ کیسے دیا؟ جب کہ وہ ایک مجلس میں تین طلاق کے واقع ہونے کا قائل ہی نہیں ہے۔ مزید یہ کہ اس روایت میں ''البتۃ'' کے الفاظ ہیں جو تین طلاق اور ایک طلاق دونوں کا احتمال رکھتا ہے، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ا K ء فرمایا ہے۔ اس روایت میں تین طلاق کے الفاظ بالکل نہیں۔ دوسری جس روایت میں تین طلاق کے الفاظ ہیں، وہ نہایت کمزور ہے،

جس سے استدلال پکڑنا کسی طور پر درست نہیں۔

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق کو ایک قرار دینے کا ایک پس منظر ہے اور وہ یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں لوگ طلاق میں تاکید پیدا کرنے کے لیے بطور تاکید تین الفاظ بولتے تھے۔ اصل طلاق ایک ہوتی تھی، اس کے ساتھ طلاق کا دوسرا اور تیسرا لفظ تاکید کے لیے ہوتا تھا، جیسے کوئی شخص بطور تکرار کہتا ہے: تجھے طلاق طلاق طلاق ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدمی کے قصد وارادہ کی قسم دے کر پوچھتے تھے کہ ارادہ ایک کا تھا یا تین کا تھا؟ چونکہ تین طلاق کا رواج نہیں تھا، اس لیے ہر آدمی ایک ہی کا اعتراف کرتا تھا، لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور لوگوں نے تین الفاظ دہرانے سے تین کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ لوگوں نے طلاق کے تین الفاظ دہرانے سے تین طلاق کا ارادہ کرنا شروع کر دیا ہے، لوگ جلد باز ہو گئے، لہٰذا اب تین الفاظ کے دہرانے سے تین طلاقیں مراد لی جائیں گی۔ مسلم شریف ج:۱،ص:۴۷۷ پر روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه قال: کان الطلاق علٰی عهد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وأبی بکرؓ وسنتین من خلافة عمرؓ طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن الخطابؓ: إن الناس استعجلوا فی أمر کانت لهم فیه أناة فلو أمضیناه علیهم فأمضاه علیهم۔'' (مسلم شریف: ۴۷۷)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین سالہ دور تک تین طلاق ایک سمجھی جاتی تھیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگوں نے طلاق کے ٹھہراؤ میں جلد بازی سے کام لیا، اب اگر ہم ان پر تین طلاق نافذ کریں تو اچھا ہوگا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تین کو نافذ کر دیا۔

اس روایت میں بالکل ابتدائی دور کا پس منظر بیان کیا گیا ہے کہ طلاق کے تین الفاظ سے ایک طلاق مراد ہوتی تھی۔ پھر لوگوں نے تین سے ایک نہیں، بلکہ تین ہی مراد لینا شروع کر دیا تو ان پر تین کا حکم نافذ کر دیا گیا۔ ایک طرف پوری امت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہیں، فقہائے کرامؒ اور تابعینؒ ہیں، عرب وعجم سب نے اس پر اتفاق اور اجماع کر لیا ہے کہ تین الفاظ سے طلاق تین ہی مراد لی جائیں گی اور دوسری طرف غامدی صاحب ہیں جو کہتے پھرتے ہیں کہ نہیں نہیں ایک مجلس میں تین طلاق دینے والا احمق ہے اور یہ تین نہیں بلکہ ایک ہے۔ بہر حال میں تین طلاق کے اثبات کے دلائل بیان نہیں کر سکتا اور غامدی صاحب کے ساتھ اس طرح الجھنے کو میں فضول سمجھتا ہوں۔ بس اتنا کہتا ہوں کہ جمہور امت سے کٹ کر اور تقلید سے ہٹ کر پرواز کو اتنا اونچا نہ رکھو، ذرا زمین پر چلنے کا سلیقہ سیکھو، ورنہ گر جاؤ گے:

اپنی مٹی پہ ہی چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے

علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر کا یہ جملہ نقل کیا ہے کہ:

''اللا مذهبية قنطرة الإلحاد۔'' یعنی ''تقلید سے آزاد ہونا ہر الحاد کا پل ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں، آپ میرے بارے میں کیا فرمائیں گے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: تین طلاق سے تو تیری بیوی مطلقہ بن گئی اور ستانوے طلاق سے تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مذاق اڑا دیا۔ (رواہ مؤطا، مکتبہ بشریٰ:۳۱)

اب اس روایت میں اور اس طرح کئی دیگر روایات میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کھلے الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ایک ہی مجلس میں کسی نے سو طلاقیں دیں تو تین طلاق پڑ جائیں گی اور بیوی مطلقہ ہو جائے گی۔ اس تصریح کے بعد غامدی صاحب کو اس طرح جرأت نہیں کرنی چاہیے کہ جمہور کو یکسر نظر انداز کر دیا اور اپنا اجتہاد ٹھونس دیا اور منشور میں ''معاشرتی سطح پر'' عنوان رکھ کر نیا معاشرہ تشکیل دے دیا۔

ایک سے زیادہ شادیوں کا تصور اور غامدی صاحب کا نیا مذہب

غامدی صاحب اپنے منشور کے بڑے عنوان ''معاشرتی سطح پر'' کے عنوان کے تحت دفعہ: ۸ میں لکھتے ہیں:

''دوسری شادی کو لازمی طور پر ضرورت سے مشروط کیا جائے اور اس کے بارے میں مطلق اباحت کا جو تصور اس وقت مسلمانوں میں موجود ہے، اس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔'' (منشور، ص:۱۲)

تبصرہ: دوسری شادی کو ضرورت کے ساتھ مشروط کرنے کی بات غامدی صاحب کی نئی شریعت ہے، حالانکہ ان کو شریعت سازی کا اختیار نہیں ہے۔ یہ شخص نہ مجتہد ہے اور نہ گہرے علم کا مالک ہے۔ یہ ایک قلم کار، مضمون نگار، افسانہ نگار شخص ہے، بدقسمتی سے یہ شخص شریعت کے احکام میں مداخلت کرنے لگا اور خانہ ساز شریعت متعارف کرانے لگا اور نئے نئے ضابطے بنانے لگا۔

قرآن وحدیث اور فقہائے کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہیں بھی اس طرح قاعدہ کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہت سارے صحابہؓ نے کئی کئی شادیاں کی ہیں۔ علمائے کرام نے اس پر عمل کیا ہے۔ ایک صحت مند مرد کے اندر کے جذبات اور احساسات خود ایک مجبوری ہے جو آدمی کو دوسری تیسری اور چوتھی شادی پر ابھارتی ہے۔ غامدی صاحب کو اگر مردانگی کا پورا حصہ نہیں ملا ہے تو وہ خود کو معذور سمجھیں۔ شریعت میں بے جا مداخلت کر کے قاعدہ کیوں بناتے ہیں اور پھر اپنے منشور کا حصہ کیوں گردانتے ہیں اور پھر اس کو لازم کیوں قرار دیتے ہیں؟ غامدی صاحب اس دفعہ کی عبارت میں مزید لکھتے ہیں:

''دوسری شادی کی مطلق اباحت کا جو تصور اس وقت مسلمانوں میں موجود ہے، اس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔''

اس عبارت سے غامدی صاحب یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ دوسری شادی کی اباحت کا یہ تصور آج کل کے مسلمانوں میں پیدا ہو گیا ہے اور پرانے زمانے کے مسلمانوں میں یہ تصور نہیں تھا کہ ایک سے زائد شادی مباح ہے۔ غامدی صاحب نے اس تأثر کے بارے میں غلط بیانی کی ہے اور قرآن و حدیث پر اعتراض کر کے انکار کیا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً۔'' (النساء: آیت: ۳)

''تم کو عورتوں میں سے جو خوش آئیں تو دو دو، تین تین اور چار چار سے شادی کر لو، پھر اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو۔''

اب غور کرنے کا مقام ہے، کیا یہ مطلق اباحت نہیں ہے؟ کیا یہ اباحت قرآن کریم میں موجود نہیں ہے؟ کیا یہ آج کل کے مسلمانوں میں موجود ہے یا چودہ سو سال پرانا تصور ہے؟ اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ غامدی صاحب ان پڑھ ہوتا تو یہ اس لکھنے سے بہتر ہوتا، کیونکہ نہ لکھنے پر مؤاخذہ نہ ہوتا، مگر غلط لکھنے پر مؤاخذہ ہوگا۔

زیر بحث آیت تو یہ بتاتی ہے کہ اگر کئی بیویوں میں انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی کو رکھ لو۔ اس سے تو معلوم ہوا کہ ایک عورت سے شادی بدرجۂ مجبوری ہے اور یہ رخصت ہے، عزیمت نہیں۔ عزیمت تو چار ہے، نکاح تو شروع ہی دو عورتوں سے ہے، پتہ نہیں غامدی صاحب کدھر بھٹک رہے ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ مسلمان آزاد کے لیے زیادہ سے زیادہ چار نکاح تک اور غلام کے لیے دو تک کی اجازت ہے اور حدیثوں میں بھی اس کی تصریح ہے اور ائمہ دین کا بھی اسی پر اجماع ہے اور تمام امت کے لیے یہی حکم ہے، صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپ کا امتیاز ہے کہ اس سے زائد کی اجازت ہے۔'' (تفسیر عثمانی، ص: ۹۹)

اس دفعہ کے آخر میں غامدی صاحب نے لکھا ہے کہ اس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

اس ظالم نے یہ نہیں دیکھا کہ ایک سے زائد شادی کی اباحت کا حکم قرآن عظیم کا حکم ہے، احادیث مقدسہ کا حکم ہے، ائمہ مجتہدین اور پوری امت کا اجماعی فیصلہ ہے۔ جو شخص قرآن و حدیث اور اجماعِ امت کے فیصلے کی حوصلہ شکنی کی بات کرتا ہے اور اسے منشور کا حصہ بناتا ہے، میرے خیال میں ایسا شخص اسلام کی سرحدوں کو پاٹ رہا ہے۔ جب کہ وہ الٹا ''معاشرتی سطح پر'' عنوان رکھ کر نیا معاشرہ تشکیل دے رہا ہے اور نئے مذہب کی داغ بیل ڈال رہا ہے: فَيَا عَجَبًا عَلٰى هٰذَا الْمُتَجَدِّدِ۔

(جاری ہے)